سیرت النبی امام طبرانی کی معجم کبیر کی روشنی میں، ترجمہ و تحقیق (پیدائش سے بعثت تک)

Biography of Prophet in the Light of Mujam Ul Kabeer Lil Tabrani, Translation & Research (From Birth to Prophet Hood)

*مریم حامد

ABSTRACT

Imam Tabrani was a man of extraordinary knowledge and grace in his time. You were well known for mythology and many narrations. Your book Majam Ul Kabeer is the main source of Hadiths of Prophethood, and Shah Walliullah mentioned it in the third category of Hadith books.

Sirat-i-Nabi has always been an active topic, and has become the focus of interestof students and researchers. The Quran and the hadith are the main sources of the Sirat-i-Nabi.

In this article, the narrations of Mujam Ul Kabeer Lil Tabrani are structured according to the events of the Seerat and it has been translated and researched in Urdu. Anyhow, it contains the first part of the Prophet's biography, i.e., from birth to Prophet Hood.

تعارف

امام طبرانی اپنے عصر کے عظیم محدث اور علم و فضل کے دلدادہ تھے۔آپ علو اسناد اور کثرت روایات میں بے مثل تھے۔آپ کی کتاب المعجم الکبیر احادیث نبوی ﷺ کے بنیادی مآخذ کی حیثیت رکھتا ہے اور شاہ ولی اللہ نے اس کو تیسرے درجہ کی کتبِ حدیث میں شمار کیا ہے۔

سیرت النبی ﷺ ہمیشہ سے ایک سرگرم موضوع رہا ہے، اور طلباء اور محققین حضرت کی دلچسپی کا مرکز بنا ہے۔ سیرت طیبہ ﷺ کا اصل مآخذ قرآن و احادیث مبارکہ ہیں۔اس آرٹیکل میں معجم الکبیر للطبرانی کی روایات کو سیرت کے واقعات کے مطابق ترتیب دیا گیا ہے اور اس کا اردو ترجمہ اور تحقیق پیش کیا گیا ہے۔بحرحال یہ سیرت النبی ﷺ کا ابتدائی حصہ یعنی پیدائش سے بعثت تک مرتب ہے۔

---

*لیکچرر، اسلامیات، شہید بے نظیر بھٹو وومن یونیورسٹی

حضرت محمد ﷺ کا حسب و نسب

نبی ﷺ کا سلسلہ نسب یہ ہے: محمد بن عبد اللہ ابن عبد المطلب ابن ہاشم ابن عبد مناف ابن قصی ابن کلاب ابن مرہ ابن کعب ابن لوئی ابن غالب ابن فہر (آپ کا لقب قریش تھا جس کی طرف قبیلہ قریش منسوب ہے) ابن مالک ابن نضر ابن کنانہ ابن خزیمہ ابن مدرکہ ابن الیاس ابن مضر ابن نزار ابن معد ابن عدنان ہے۔ مؤرخین کا معد ابن عدنان تک اتفاق ہے۔ اس کے بعد عدنان سے حضرت اسماعیل تک کے شجرہ نسب میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ تاہم امام بخاری نے اپنی تاریخ میں عدنان سے حضرت ابراہیم علیہ السلام تک نام ذکر کیے ہیں۔ یعنی عدنان ابن عدد ابن المقوم ابن تارخ ابن یعرب ابن یشجب ابن نابت ابن اسماعیل ابن ابراہیم۔

نبی ﷺ کی والدہ کا نام آمنہ بنت وہب ابن عبد مناف ابن زہرہ ابن کلاب ابن مرہ تھیں۔ آپ ﷺ کا سلسلہ مادری میں زیادہ تر نام فاطمہ اور عاتکہ تھے۔[1]

[حضرت سیابہ بن عاصم سلمی فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حنین کے دن فرمایا: میں عواتک کی اولاد ہوں۔[2]]

[حضرت اشعث بن قیس فرماتے ہیں کہ ہم نبی ﷺ کے پاس قبیلہ کندہ کے ساتھ گروہ میں آئے، میں اپنے کوان سے افضل نہیں دیکھتا تھا، میں نے پوچھا: یا رسول اللہ! ہم سمجھتے ہیں کہ آپ ہم میں سے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: نہیں! ہم بنو نضر ابن کنانہ ہیں، نہ ہم اپنی ماں پر تہمت لگاتے ہیں اور نہ ہم اپنے باپ کی نفی کرتے ہیں۔ حضرت اشعث بن قیس نے عرض کہا: یا رسول اللہ! میں کسی کو بھی قریش کی نفی کرتے ہوئے سنوں تو اس کو کوڑے ماروں گا۔[3]]

قبیلہ قریش کی فضیلت

[حضرت زید ابن اسلم اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر ابن خطاب نے حضرت علی کو بلوایا، اور ان سے کوئی سرگوشی کی، پھر حضرت علی کھڑے ہوئے اور مقام صفہ پر آئے، وہاں حضرت عباس، عقیل، حسین کو پایا، وہاں آپ نے ان سے حضرت ام کلثوم کا نکاح حضرت عمر سے کرنے کا مشورہ کیا تو حضرت عقیل غصہ ہوئے، فرمایا: اے علی! دن، مہینے اور سال تیرے معاملے میں اندھے پن کے سوا کچھ نہیں بڑھائیں گے۔ اللہ کی قسم! اگر آپ نے یہ کام کیا تو یہ ہو جائے گا، انہوں نے کچھ اشیاء کا ذکر کیا، اور اپنا لباس کھینچتے ہوئے چلے گئے۔ حضرت علی نے حضرت عباس سے کہا: اللہ کی قسم اس کی طرف سے کیا نصیحت ہے؟۔ لیکن دُرّہ عمرُ اسے وہاں لے آئی جو اس نے دیکھا۔ خدا کی قسم اے عقیل تجھ میں کیا خواہش ہے۔ مجھے حضرت عمر نے بتایا کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے: قیامت کے دن ہر نسب و

سبب ختم ہو جائے گا سوائے میرے سبب اور نسب کے۔ حضرت عمر مسکرائے اور کہا: حضرت عقیل کے لیے افسوس ہے کہ آپ نے سمجھ داری کی بات نہیں کی ہے۔ [4]

[حضرت حنش بن معتمر فرماتے ہیں کہ میں نے ابوذر کو کعبہ کے دروازے کے ستونوں کو پکڑے ہوئے دیکھا۔ آپ فرما رہے تھے: جس نے مجھے پہچانا اس نے مجھے پہچانا اور جس نے مجھے نہیں پہچانا میں ابوذر غفاری ہوں۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: میری اہل بیت کی مثال نوح علیہ سلام کی کشتی کی طرح ہے کہ جو اس میں سوار ہوا وہ اسے نجات مل گیا۔ اور جو سوار نہ ہوا تو ہلاک ہو گیا، اور اس کی مثال بنی اسرائیل کے دروازے حطہ کی طرح ہے۔ [5]

[حضرت انس ابن مالک فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے قریش کی توہین کی، اس کو اللہ اسکی موت سے پہلے ہلاک کرے گا۔ [6]

[حضرت عدی بن خاتم فرماتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھا ہوا تھا جب آپ ﷺ بدر سے تشریف لائے تو انصار میں سے ایک شخص نے کہا: ہمیں ان کمزور اونٹوں کے علاوہ کچھ نہیں ملا۔ پس ہم نے انہیں ذبح کر دیا۔ پس نبی ﷺ کا چہرہ مبارک بالکل انار کے دانے جیسا لال ہو گیا، پھر فرمایا: اے میرے بھتیجے! ایسامت کہو! یہ سب قریش کے بڑے سردار ہیں، اگر تو ان کو مکہ میں اپنی مجالس میں دیکھ پاتے تو تجھ پر ہیبت طاری ہو جاتی۔ پس قسم خدا کی! میں مکہ آیا اور انکو مسجد میں بیٹھے ہوئے دیکھا، پس انکی ہیبت کی وجہ سے مجھے ان کو سلام کرنے کی ہمت نہیں ہوئی، پس میں نے حضور ﷺ کی بات ذکر کی: اے لوگو! قریش سے محبت کرو، پس جو بھی قریش سے محبت کرتا ہے وہ مجھ سے محبت کرتا ہے اور اور جو بھی قریش سے بغض رکھتا ہے پس وہ مجھ سے بغض رکھتا ہے، اور بے شک اللہ نے میرے لیے میری قوم کو پسند فرمایا ہے پس میں ان پر غصہ کرنے میں جلدی نہیں کرتا اور نہ میں انعام مانگنے میں کثرت کرتا ہوں، اے اللہ! تو نے قریش کے پہلے لوگوں کو سزا دی ہے انکے آخری لوگوں کو نعمت عطا فرما۔ مگر یہ کہ اللہ میرے دل کی حالت اچھی طرح جانتا ہے کہ میں اپنی قوم سے کتنی محبت کرتا ہوں، پس اللہ نے مجھے انکے متعلق خوش کر دیا۔ اللہ تعالی نے فرمایا: "آپ اپنے قریبی رشتہ داروں کو ڈراؤ اور مومن جنہوں نے تمہاری پیروی اختیار کی ہے، ان سے شفقت اور مہربانی سے پیش آؤ۔ "یعنی میری قوم مراد ہے، پس سب تعریفیں اللہ کے لیے ہے جس نے صدیق، شہید اور آئمہ کو میری قوم سے بنایا، پس اللہ اپنے بندوں کو الٹتا ہے پس عرب میں سے بہتر قریش ہیں اور وہ، وہ درخت ہیں جس کے بارے میں اللہ تعالی فرماتا ہے: "کلمہ طیبہ کی مثال وہ پاک درخت کی طرح ہے۔ "یعنی مراد قریش ہیں۔ " جس کی جڑ زمین میں مضبوط ہے "آپ ﷺ فرماتے ہیں: یعنی اس کی جڑ معزز ہے۔ "اور اس کی شاخ آسمان میں ہیں۔ "اور فرماتے ہیں: اور عزت جو اللہ نے انکو اسلام کے ذریعے بخشی ہے جو انکو

ہدایت دی ہے اور انکو اپنا بنایا ہے، پھر انکے بارے میں کتاب محکم سے سورۃ نازل فرمائی: چونکہ (اللہ) نے قریش (کے دلوں) میں ایک رغبت پیدا کر دی۔ ان کو جاڑے اور گرمی کے سفر کی رغبت دلائی۔ لهذا انہیں چاہئے کہ وہ اس گھر کے رب کی عبادت کریں جس نے انہیں بھوک میں کھانا دیا اور خوف کی حالت میں امن میں رکھا۔[7]]

حضرت عبداللہ کی حضرت آمنہ سے شادی

حضرت عبداللہ کی شادی قبیلہ زہرہ کے حضرت آمنہ بنت وہب ابن عبد مناف ابن زہرہ ابن کلاب سے ہوئی جو قریش کے تمام خاندانوں میں ممتاز تھیں۔ حضرت عبداللہ شادی کے بعد دستور کے مطابق تین دن تک سسرال میں رہے اور پھر گھر آ گئے۔

عبداللہ تجارت کی عرض سے شام گئے اور واپسی پر راستہ میں آپ بیمار ہو گئے اور مدینہ میں رہ گئے اور یہیں وفات پا گئے۔ اس وقت نبی ﷺ کی ولادت نہیں ہوئی تھی۔

[حضرت ابن عباس اپنے والد سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبد المطلب نے فرمایا: میں ایلاف کے دو سفروں میں سے ایک پر یمن گیا۔، میں ایک یہودی آدمی کے پاس اترا، دیوار والوں میں سے ایک آدمی نے مجھے دیکھا، اس نے میری نسبت لی، میں نے اسکی نسبت لی۔ اس نے کہا: آپ مجھے میں اپنا کوئی حصہ دیکھنے کی اجازت دیں گے؟ میں نے کہا: ہاں! مگر شرمگاہ نہیں۔ اس نے میری ایک پنڈلی سے کپڑا اٹھایا اور اسے دیکھا، پھر دوسری کو دیکھا، اس نے کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ کے ایک ہاتھ میں بادشاہی ہے اور دوسرے میں نبوت اور میں یہ بنی زہرہ میں پاتا ہوں۔ اس نے کہا: یہ کیسے ہوگا؟ میں نے کہا: میں نہیں جانتا ہوں۔ اس نے کہا: کیا آپ کا شاعہ ہے۔ میں نے کہا: شاعہ سے کیا مطلب ہے؟ اس نے کہا: بیوی! میں نے کہا: ابھی نہیں۔ اس نے کہا: جب آپ واپس جائیں گے تو آپ نے بنی زہرہ میں شادی کرنی ہے۔ حضرت عبد المطلب واپس آئے، حضرت ہالہ بنت وہیب ابن عبد مناف ابن زہرہ سے شادی کی، ان سے حمزہ اور صفیہ کی ولادت ہوئیں۔ حضرت عبداللہ نے حضرت آمنہ بنت وہب سے شادی کی۔ قریش نے کہا: عبد المطلب نے اپنے بیٹے کے لیے ایک انتخاب کیا ہے۔ آپ کے ہاں حضور ﷺ کی ولادت ہوئی۔ حضرت حمزہ رسول اللہ ﷺ کے رضاعی بھائی ہیں، دونوں نے حضرت ثوبیہ، ابو لہب کی لونڈی کا دودھ پیا ہے، آپ رسول اللہ ﷺ سے عمر میں بڑے تھے۔[8]]

والدہ کا نام

[عبد الرحمن بن میمون فرماتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے کہا: میں نے زید ابن سالم سے عرض کیا کہ نبی ﷺ کی والدہ کا کیا نام ہے؟ پس اس نے کہا: آمنہ بنت وہب۔[9]]

قریش کا خاندانی پیشہ

قریش کا خاندانی پیشہ تجارت تھا۔ ان کے تجارتی قافلے سردی میں یمن اور گرمی میں شام اور اشیائے کوچک تک جاتے تھے۔ تاہم عرب میں راستے محفوظ نہیں تھے اور تجارتی آمدورفت امن و سلامتی کے بغیر ممکن نہیں۔ چنانچہ نبی ﷺ کے پر دادا ہاشم نے مختلف قبائل میں دورہ کر کے قبائل سے امن کا معاہدہ کیا اور اس طرح عرب میں باوجود عام لوٹ مار کے قریش کا تجارتی قافلہ ہمیشہ محفوظ رہتا تھا۔

[آسماء بنت یزید فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو پڑھتے ہوئے سنا: اے قریش! تمہاری مائیں خاک آلود ہو کیونکہ تمہیں سردی اور گرمی کی اسفار بھاتی ہیں۔[10]]

حضرت نوح علیہ السلام کی اولاد

[حضرت سمرہ فرماتے ہیں کہ حضور نے فرمایا: حضرت نوح کے بیٹے سام، یافث اور حام تھے۔[11]]

[حضرت سمرہ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: سام عرب کا باپ ہے اور حام حبشہ کا باپ ہے اور یافث روم کا باپ ہے۔[12]]

قوم سباء

سباء یمن میں ایک جگہ ہے، جو صنعاء اور حضر موت کے وسط میں ہے، اس کا مرکزی شہر مآرب تھا، اس علاقے کو سباء اسلئے کہتے ہیں کہ اس علاقہ میں سبا ابن یشجب ابن یعرب ابن قحطان کی ایک شاخ آباد تھی۔ سباء کا اصل نام عبد شمس ابن یشجب ابن قحطان تھا۔

قوم سباء یمن میں رہتی تھی، یہ لوگ بہت اسودہ حال اور نعمتوں میں تھے، اللہ کے نبی ان کے پاس دعوت توحید لے کر آئے اور ان کو شکر کرنے کی اور اللہ واحد لاشریک کی عبادات کرنے کی تلقین کی۔ کچھ عرصہ تک یہ لوگ اسی طریقہ پر رہے، پھر ان لوگوں نے اللہ تعالی کے ساتھ شرک کیا تو اللہ تعالی نے ان پر سیل ارم نامی عذاب نازل فرمایا جس سے انکے تمام باغات اور کھیت ہلاک ہو گئے۔ اسکے بعد قوم سباء کے کچھ لوگ ادھر ادھر کے علاقوں میں پھیل گئے تھے۔ کچھ شام چلے گئے تھے، جبکہ دو قبیلے اوس و خزرج مدینے میں آکر آباد ہو گئے تھے۔ جبکہ یمن میں مقیم قبائل اسلام کے آنے کے بعد مسلمان ہو گئے۔ اور حضرت ابو بکر کے دور میں وہاں مکمل طور پر اسلامی حکومت قائم ہو گئی تھی۔[13]

[حضرت فروہ بن مسیک فرماتے ہیں کہ میں ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی: یا رسول اللہ! میری قوم کے جو لوگ سامنے آچکے ہیں، یعنی ایمان لا چکے ہیں، کیا میں انہیں لے کے قوم کے ان لوگوں سے

لڑوں جو پیچھے جا پڑے ہیں، یعنی ایمان نہیں لائے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: کیوں نہیں۔ بعد میں مجھے دوسرا خیال آیا تو میں نے پھر گزارش کی: یارسول اللہ! نہیں، وہ بات نہیں، بلکہ اہل سبا کہ یہ لوگ بڑے غلبے والے اور نہایت طاقتور ہیں۔ آپ ﷺ نے مجھے اس مہم کا امیر بنایا اور اہل سبا سے لڑنے کی اجازت عطا فرمائی۔ جیسے ہی میں نبی ﷺ کے پاس سے نکلا، اللہ تعالی نے قوم سبا کے متعلق جو وحی بھیجنی تھی بھیج دی۔ پھر آپ ﷺ نے استفسار فرمایا: عطیفی نے کیا کیا؟ میرے گھر پر آدمی بھیجا میں چل چکا تھا، قاصد نے مجھے وہاں نا پایا، راستے میں آلیا، جب میں آپ ﷺ کی جناب میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ کو اپنے اصحاب کے درمیان بیٹھے ہوئے پایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: قوم سبا کو اسلام کی دعوت دے، ان میں سے جو اس دعوت کو مان لے اور مسلمان ہو جائے اس کو قبول کر اور جو انکار کرے اس پر جلدی نہ کر، حتی کہ اس کا تذکرہ مجھ سے کر۔ حاضرین میں سے ایک ادمی نے سوال کیا: یارسول اللہ! سبا کیا ہے، یہ کوئی زمین ہے یا کسی عورت کا نام ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ زمین ہے نہ عورت، یہ ایک آدمی ہے جس کے دس بیٹے تھے، چھ یمن میں آباد ہوئے اور چار شام میں۔ پس شامیین لخم، جذام، عاملہ اور غسان ہیں جبکہ یمن والے یہ ہیں: مذحج، کندہ، آزد، اشعری، انمار، اور حمیر۔ پس ایک آدمی نے سوال کیا: یارسول اللہ! یہ انمار کیا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ بجیل اور خثم ہیں۔ [14]

پیدائش

رسول اللہ ﷺ مکہ میں 9 ربیع الاول عام الفیل کو واقعہ فیل سے 50 یا 55 دن بعد بروز دوشنبہ صبح کے وقت بمطابق 20 یا 22 اپریل 571ء میں پیدا ہوئے۔ ولادت کے بعد آپ کے دادا عبدالمطلب آپ کو بیت اللہ شریف لے گئے اور اللہ تعالی سے دعا کی، اور آپ کا نام "محمد" رکھا۔[15]

ابن ہشام کے مطابق پیر کے دن بارہویں ربیع اول کو پیدا ہوئے۔[16]

[ابن عباس فرماتے ہیں کہ نبی ﷺ عام فیل کو پیدا ہوئے۔ [17]

[عبداللہ بن قیس اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ عام فیل کو پیدا ہوئے۔ اور واقعہ فیل اور حرب فجار کے درمیان بیس سال کا عرصہ ہے، فرمایا کہ اسے فجار کہو کیونکہ اسمیں فجور ہوا اور وہ چیزیں حلال ہو گئی جو حرام تھی، اور تعمیر کعبہ اور حرب فجار کے درمیان پندرا سال کا عرصہ ہے، اور تعمیر کعبہ اور بعثت نبی کے درمیان پانچ سال کا عرصہ ہے، پھر نبی ﷺ مبعوث ہوئے، اور وہ چالیس سال کے تھے۔[18]

[ابن عباس فرماتے ہیں کہ نبی ص ﷺ پیر کے دن پیدا ہوئے۔ اور پیر کے دن مکہ سے نکلے، اور پیر کے دن مدینہ میں داخل ہوئے، اور پیر کے دن بدر فتح کیا، اور پیر کے دن سورۃ مائدہ نازل ہوا: (آج میں نے تمہارے لیے تمہارا دین

مکمل کیا) اور پیر کے دن رکن کو اونچا کیا گیا، اور پیر کے دن نبی ﷺ کی رحلت ہوئی۔[19]]

رسول اللہ ﷺ کی پیدائش کے وقت پیش آنے والے واقعات

رسول اللہ ﷺ کی پیدائش کے وقت کچھ عجیب واقعات رونما ہوئے۔ آپ ﷺ کی ولادت سے شام کے محلات روشن ہوگئے، ایوان کسری کے محل کی دیواروں میں شگاف پڑھ گیا تھا اور مجوس کا آتش کدہ بجھ گیا۔[20]

[حضرت عثمان ابن ابی عاص سے روایت ہے کہ مجھے میری ماں نے فرمایا: حضرت آمنہ کے ہاں جب رسول اللہ ﷺ کی ولادت ہوئی تو میں وہاں وموجود تھی، پس جب ان کو زچگی کا درد شروع ہوا تو میں نے ستاروں کو دیکھا کہ لٹکی ہوئی ہے یہاں تک کہ میں نے کہا کہ ابھی مجھ پر گر جائے گی۔ پس جب آپ نے رسول اللہ ﷺ کو جنا تو آپ سے ایک نور خارج ہوا جس نے پورے گھر کو روشن کیا پس مجھے سوائے نور کے اور کچھ نظر نہیں آیا۔[21]]

[عرباص ابن ساریہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا: میں اللہ کا بندہ ہوں اور خاتم النبیین ہوں، اور آدم کی ابھی ہیت مٹی میں تھی۔ اور میں تم لوگوں کو اس سے خبر دار کروں گا کہ میں میرے باپ ابراہیم علیہ سلام کی دعوت ہوں، عیسی کا مژدہ ہوں، اور اپنی ماں کا وہ خواب ہوں جو انہوں نے دیکھا، اور اس طرح تمام انبیاء کی مائیں دیکھتی ہیں۔ اور آپ ﷺ کی ماں نے آپ ﷺ کی ولادت کے دوران ایک روشنی دیکھی جس نے شام کے محلات روشن کئے۔[22]]

رضاعت

آپ ﷺ کی پہلی رضاعی ماں آپ کی سگی والدہ حضرت آمنہ ہے، اور دوسری ماں ابو لہب کی لونڈی ثوبیہ ہے۔ جس نے حضرت حمزہ کو بھی دودھ پلایا تھا۔

پھر تھوڑے عرصے بعد حضرت حلیمہ سعدیہ کو آپ ﷺ کی رضاعت کی ذمہ داری سونپی گئی۔ اس زمانے میں رواج کہ تھا شہر کے امیر اور معزز لوگ اپنے شیر خوار بچوں کو دیہاتی عورتوں کے سپرد کرتے تھے تاکہ بچپن ہی میں خالص اور سلیس عربی زبان سیکھ سکے۔ لہذا نبی ﷺ کو قبیلہ بنی سعد بن بکر کی خاتون حضرت حلیمہ بنت ابی ذویب کے سپرد کردیا۔ ان کے شوہر کا نام حارث ابن عبد العزی اور کنیت ابو کبشہ تھی۔ آپ کا تعلق بھی قبیلہ بنی سعد ہی سے تھا۔[23]

[حلیمہ بنت ابی ذوئب سعدیہ! اور آپ کا نام ابی ذوئب عبد اللہ ابن حارث ابن حبان ابن سعد ابن بکر ہے آپ کا تعلق بنی سعد ابن بکر ابن ہوازن سے ہے اور وہ رسول اللہ ﷺ کی والدہ ہیں جنہوں نے آپ کی رضاعت اور پرورش کی۔[24]]

[حضرت عبداللہ ابن جعفر ابن ابی طالب فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت حلیمہ بنت ابی ذویب سعدیہ، جو سعد ابن بکر ابن ہوازن سے تھی اور جس نے رسول اللہ ﷺ کی رضاعت اور پرورش کی، نے فرمایا: قحط سالی کی وجہ سے ہمیں بہت تکلیف پہنچی تھی ہم انتہائی کمزور ہو چکے تھے، چنانچہ ہم بنی سعد ابن بکر کی خواتین کے ہمراہ مکہ آئے تاکہ رضاعت کے لیے کوئی بچہ حاصل کریں۔ پس جب ہم مکہ آئے تو ہم میں سے ہر عورت کو نبی ﷺ کو رضاعت کے لیے پیش کئے گئے۔ پس سب نے آپ کو قبول کرنے سے انکار کیا اور اسے ناپسند کیا۔ اور یہ اس لیے کہ اس کا باپ نہیں تھا۔ اور دودھ پلانے والیاں باپوں سے ہی معاوضہ کی امید رکھتی تھیں۔ اور ہر عورت کہتی: میں اسکا کیا کروں گی؟ اسکی ماں اسکے لیے کیا کر سکتی ہے؟۔ پس وہ آپ کو ناپسند کرتے تھے۔ حضرت حلیمہ فرماتی ہیں: مجھے نبی ﷺ کی پیش کش کی گئی پس میں نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ میری قوم میں سے کوئی ایسی خاتون نہیں تھی جس کو کوئی بچہ نہ ملا ہو۔ وہ سب اپنے گھروں کو لوٹ گئیں۔ پس میں ڈر گئی کہ ایسا نہ ہو کہ بچہ لیے بغیر واپس لوٹوں۔ پس میں نے اپنے شوہر سے کہا: اگر میں اس یتیم بچے کو لوں تو یہ خالی ہاتھ لوٹنے سے بہتر ہے۔ پس میں آپ کی والدہ کے پاس آئی اور میں نے آپ کو لے لیا اور اپنے گھر لے گئی۔ اور میرا ایک بیٹا تھا جسکو میں دودھ پلاتی تھی۔ اور وہ ساری رات بھوک کی وجہ سے سوتا نہیں تھا۔ پس جیسے ہی میں نے رسول اللہ ﷺ کو اپنی چھاتی کو ڈالا تو آپ کے لیے اتنا دودھ پیدا ہوا کہ آپ اور آپ کے بھائی نے پی لیا اور سو گئے۔ اور رات کے وقت میرا شوہر اپنی اونٹنی کے پاس گیا۔ قسم خدا کی! اسمیں ایک قطرہ ہو۔ حلیمہ فرماتی ہیں: جب اسنے اپنا ہاتھ اسکے تنوں پر رکھا تو اسکا بھی دودھ اترا ہوا تھا۔ پس وہ میرے پاس آیا اور کہا: اے بنت وہب! قسم ہے خدا کی! میرا خیال ہے یہ مبارک وجود ہے۔ پھر اسنے مجھے اونٹنی کی خبر دی۔ پھر میں نے اسکو اپنی چھاتی کی خبر دی جو میں نے اس رات دیکھی تھی۔ پھر ہم اپنی گدھی پر وہاں سے روانہ ہوئے۔ اس سے پہلے اس میں کمزوری آتی تھی۔ پس جب ہم اس پر سے گزر کر اپنے شہر پہنچنے لگے۔ قوم آگئی یہاں تک کہ مجھے ڈانٹنے لگی: تمہارا ستیاناس ہو اے بنت ابی ذویب! تم ہم سے الگ ہو گئی۔ یہ تمہاری وہ گدھی ہے۔ حضرت حلیمہ فرماتی ہیں: پھر ہم بنی سعد بن بکر کے علاقے میں آگئے۔ ہم نے آپ میں صرف برکت جانی، یہاں تک کہ ہمارے چرواہا بھی ہماری بکریاں لے جاتا تھا تو خوب چراتے تھے۔ اور ہماری قوم اپنی بکریاں بھیجتا تھا تو اگر رات بھر چرتے تو ہماری بکریاں دودھ سے بھری ہوئی واپس آتیں، جبکہ انکے بکریوں میں ایک بکری میں بھی قطرہ دودھ نہیں ہوتا تھا۔ تو وہ لوگ اپنے چرواہوں سے کہتے تھے: تمہارا ستیاناس! اس جگہ بکریاں چراو جہاں حلیمہ کا چرواہا چراتا ہے۔ حضرت حلیمہ فرماتی ہیں: پس وہ پھر ہمارے ساتھ ہوتے تھے۔ پھر ایک دن آپ اور آپ کے بھائی ہمارے گھروں کے پیچھے ہماری بکری کے بچے کے ساتھ کھیل رہے تھے، جب اسکا بھائی دوڑتا ہوا آیا۔ اور کہا میرے قریشی بھائی کا قتل ہو گیا ہے۔ پس میں اور آپ کے والد جلدی سے آپ کی طرف دوڑ کر

آئے۔ پس ہم نے آپکے چہرے کا رنگ بدلا ہوا پایا۔ پھر ایک دفعہ میں نے آپ کو اپنے ساتھ اور ایک دفعہ آپ کے والد نے ملایا۔ ہم نے آپ سے کہا: اے میرے بیٹے تمہیں کیا ہوا ہے۔ پس آپ فرماتے ہیں: میں نہیں جانتا۔ میرے پاس دو آدمی آئے دونوں نے مجھے لٹایا۔ پس انہوں نے میرا پیٹ چیر دیا۔ ہم ان کے ساتھ ملے اور ان کی رنگت اڑی ہوئی تھی۔ پس آپکے والد میرے پاس آئے اور کہا: اس لڑکے کے ساتھ کوئی نہ کوئی معاملہ ہے۔ اسکو اسکے گھر والوں کو لوٹادو۔ اس کو ہماری طرف لے آرہے تھے، مجھ سے ان کے باپ ملے۔ حضرت حلیمہ فرماتی ہیں: مجھے ہمت نہیں ہو رہی تھی یہاں تک کہ میں آپ کو آپکی والدہ کے پاس مکہ لے آئی۔ اور ان سے کہا: بے شک میں نے اپنے بیٹے کی پرورش کی ہے۔ میں نے اس سے کہا: اے ماں! میں نے بچے کا دودھ چھڑا دیا ہے، اب یہ اپنی دیکھ بھال کر سکتا ہے۔ اب اس کو خود سنبھلنے دو۔ اس نے کہا: تجھے کیا ہو گیا ہے کہ اس میں رغبت رکھتی ہو اس سے پہلے تو اس سے اپنے پاس رکھنے کی درخواست کرتی تھی گویا کہ تجھے اب اس پر شیطان سے خوف ہے۔ پہلے میں تجھے اپنے اور اس کے بارے میں بتادوں میں نے اس جنتے وقت دیکھا کہ مجھ سے ایک روشنی نکلی جس نے سرزمین شام کے شہر بصری کے محلات پر نور کیے۔[25]

شق صدر

آپ ﷺ تقریبا چار پانچ سال تک قبیلہ بنو سعد ہی میں رہے یہاں تک شق صدر یعنی سینہ مبارک چاک کئے جانے کا واقعہ پیش آیا۔ امام طبرانی نے اس واقعے سے متعلق حدیث کا ایک طرف بیان کیا ہے اور پوری حدیث ذکر نہیں کی۔ تاہم دوسرے کتب حدیث میں یہ حدیث تفصیلا موجود ہے۔

[انس ابن مالک سے روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: جبریل نے آپ ﷺ کا دل سونے کی ٹرے میں نکالا، اسکو دھویا پھر اسمیں حکمت اور نور یا حکمت اور علم ڈال دیا۔[26]

رسول اللہ ﷺ کی حضرت خدیجہ سے شادی

حضرت خدیجہ ایک شریف، مالدار اور تاجرہ عورت تھیں۔ حضرت خدیجہ کا نسب چوتھی پشت میں آپ ﷺ سے ملتی ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب یہ ہے۔ خدیجہ بنت خویلد ابن اسد ابن عبد العزی ابن قصی ابن کلاب ابن مرہ ابن کعب ابن لوئی ابن غالب۔ ایک بار آپ ﷺ حضرت خدیجہ کا تجارتی مال ملک شام میں فروخت کرنے کے لیے لے گئے۔ اس سفر میں آپ ﷺ کے ہمراہ آپ ﷺ کا غلام میسرہ بھی تھا۔ اس سفر میں آپ ﷺ کو کافی منافع ہوا۔ اس دوران آپ ﷺ کے کچھ خارق عادت واقعات پیش آئے اور میسرہ نے اس کا مظاہرہ دیکھا اور واپسی پھر حضرت خدیجہ کو تمام ماجرہ سنایا۔ حضرت خدیجہ آپ ﷺ سے بہت متاثر ہوئیں اور آپ ﷺ کو اپنی سہیلی کے ذریعے نکاح کا پیغام بھجوادیا۔ آپ

ﷺ نے اپنے چچا ابو طالب سے مشورہ کرنے کے بعد حضرت خدیجہ کا پیغام نکاح قبول کیا۔اس طرح آپ ﷺ کی شادی حضرت خدیجہ سے بیس اونٹ مہر پر طے پائی۔اور یہی آپ ﷺ کی پہلی زوجہ تھیں آپ ﷺ نے آپ کی حیات مبارکہ میں کسی اور سے شادی نہیں کی۔شادی کے وقت آپ ﷺ پچیس سال اور حضرت خدیجہ چالیس سال کی تھیں۔[27]

[ابن عباس سے روایت ہے،اور اس میں گمان ہے کہ حماد ہیں، کہ رسول اللہ ﷺ نے خدیجہ بنت خویلد سے ذکر کیا،اور آپکے والد کی خواہش تھی کہ انکی شادی کرائیں،اور آپ نے کھانے پینے کا انتظام کیا اور اپنے والد اور قریش کے چند لوگوں کو بلایا اور انہیں کھلایا پلایا یہاں تک کہ وہ خوب سیر ہو گئے، پھر خدیجہ نے اپنے والد سے فرمایا کہ محمد بن عبد اللہ نے مجھے پیغام بھیجا ہے۔ کھڑے ہو جاؤ اور انکی شادی کر دیجیئے! پس اس نے آپ کو بیاہا۔ پھر آپ نے آپ نے انکو زرد رنگ لگایا اور کپڑے پہنائے اور عرب کا رواج تھا کہ وہ اپنی بیٹیاں بیاہتے وقت ایسا کرتے تھے۔پس جب اسکا نشہ اتر گیا اور کہ اسے زرد رنگ لگا ہوا ہے اور نئے کپڑے پہنے ہوئے ہے۔پوچھا: مجھے کیا ہوا ہے؟ کہتے ہیں کہ خدیجہ نے کہا: تو نے مجھے محمد سے بیاہا ہے۔تو اسنے کہا: کیا میں نے آپ کی شادی ابو طالب کے یتیم بھتیجے سے کی ہے؟ یہ کبھی نہیں ہو سکتا۔پس خدیجہ نے کہا: تجھے اس بات پر شرم نہیں آتی کہ خود کو لوگوں اور قریش سے بے وقوف کہلواتے رہیں۔اور انہیں ایسی بات سے آگاہ کرتے ہو کہ تم نشے میں تھے۔وہ اس بات پر جمے رہے یہاں تک کہ راضی ہو گئے۔[28]]

[قتادہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے پندرہ عورتوں سے شادی کی تھی جن میں چھ قریش سے تھیں،ایک قریش کے حلیفوں میں سے تھیں اور سات باقی عرب سے تھیں۔اور ایک بنی اسرائیل سے تھیں،اور جاہلیت میں ایک کے علاوہ کسی سے کوئی شادی نہیں کیں،اور ان سے کوئی اولاد نہیں ہوئی۔پس جاہلیت میں جس سے شادی کی تھی وہ خدیجہ بنت خویلد ابن اسد ابن عبد الغزی ابن قصی تھیں۔پہلے آپ کی شادی عتیق ابن عائذ ابن عبد اللہ ابن عمر ابن مخزوم سے ہوئی تھی، پھر عتیق کے بعد ابو ہالہ ھند ابن زرارہ ابن نباش ابن صرد ابن سلامہ ابن جروہ ابن اسید ابن عمرو ابن تمیم سے شادی کی اور اس سے آپ کے ہاں ہند ابن ہند پیدا ہوئے۔زہیر نے کہا کہ یونس بن عبید نے فرمایا کہ ہند بصرہ میں دریا کو عبور کرتے ہوئے جا رہے تھے کہ وہاں ہلاک ہو گئے،اب وہاں کوئی بازار یا چراگاہ نہیں ہے پھر ان دونوں کے بعد رسول اللہ ﷺ سے شادی کی، پس جاہلیت میں اسکے ہاں عبد مناف پیدا ہوئے اور حالت اسلام میں دو بیٹے اور چار بیٹیاں پیدا ہوئیں۔[29]]

[حضرت عروہ سے روایت ہے کہ حضرت خدیجہ رسول اللہ ﷺ کی مدینہ ہجرت سے تین سال پہلے یا کم و بیش وفات پا گئیں۔اور حضرت خدیجہ کی رحلت کے فوراً بعد حضرت عائشہ سے شادی کیں۔اور حضرت خدیجہ کی وفات تک کسی

سے شادی نہیں کیں۔[30]

تعمیر کعبہ

خانہ کعبہ زمین پر اللہ تعالی کا سب سے پہلا گھر ہے۔ جس کو حضرت آدم علیہ السلام کی تخلیق سے دو ہزار سال قبل ہوئی تھی۔ آدم علیہ السلام کی زمین پر بھیجنے کے بعد اللہ تعالی نے ان کو خانہ کعبہ تعمیر کرنے کا حکم دیا۔ آدم علیہ السلام کو جگہ کا پتا نہیں تھا ایک فرشتہ نے اللہ کے حکم سے آدم علیہ السلام کی رہنمائی کی اور انہیں مکہ لے گئے۔ انہوں نے خانہ کعبہ کو پانچ پہاڑوں سے تعمیر کیا، طور سینا، طور زیتون، کوہ لبنان، کوہ جود اور حراء جس سے کعبہ کی بنیادیں استوار کیں۔ جب اس کی تعمیر مکمل ہو گئی تو وہ فرشتہ انہیں میدان عرفات لے گیا۔ اور تمام مناسک حج بتائے جن پر لوگ آج بھی عمل کرتے ہیں۔ اس کے بعد آدم علیہ السلام ایک ہفتہ تک بیت اللہ کا طواف کرتے رہے۔[31]

دوسری مرتبہ بیت اللہ شریف کی تعمیر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام نے مل کر کی۔ اور اس کے بعد اللہ کے حکم سے حضرت ابراہیم علیہ السلام نے تمام لوگوں کو اس کے حج کرنے کی دعوت دی۔[32]

تیسری بار جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پینتیس سال کے تھے تو قریش نے خانہ کعبہ کی نئے سرے سے تعمیر شروع کی۔ اس وقت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بھی اس کی تعمیر میں شریک تھے اور حجر اسود کو اپنی جگہ پر رکھنے کا اعزاز و امتیاز بھی نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حاصل ہوا۔[33]

[حضرت عبد اللہ بن عمرو سے روایت ہے کہ خانہ کعبہ زمین سے دو ہزار سال پہلے رکھی گئی، اور اس وقت خانہ کعبہ مکھن کی طرح سفید تھی، اور عرش پانی پر تھا، اور زمین اسکے نیچے تھی جیسا کہ سوکھی کھجور، پس یہ اسکے نیچے پھلائی گئی تھی۔[34]]

[حضرت عبد اللہ بن عمرو بیان کرتے ہیں کہ خانہ کعبہ زمین سے دو ہزار سال قبل رکھی گئی، اور زمین اسکے نیچے پھلائی گئی۔ مجاہد نے کہا: اللہ تعالی قرآن کریم میں فرماتا ہے: {پس لوگوں کے دلوں کو ان کی طرف مائل کر دو}، مجاہد کہتے ہیں کہ اگر اللہ تعالی "افئدۃ الناس" فرماتے تو اس میں فارس اور روم بھی شامل ہو جاتے۔[35]]

[حضرت عبد اللہ بن عمرو سے بیان فرماتے ہیں کہ جب آدم کو اللہ نے جنت سے نیچے اتارا تو فرمایا: میں آپ کے ساتھ گھر جا رہا ہوں طواف کرنا ہے اسکا جس طرح سے یہ طواف کرتا ہے میرے عرش کا۔ اور نماز پڑھنا ہے اسکے پاس جیسا کہ یہ نماز پڑھتا ہے میرے عرش کے پاس۔ پس جب طوفان کا زمانہ آگیا تو اسکو اٹھایا گیا اور انبیاء علیہم السلام اسکی جگہ

جانے بغیر اس کا حج کیا کرتے تھے، پھر ابراہیم کو اسکی خبر دے دی گئی پس انہوں نے اسکو پانچ پہاڑوں سے تعمیر کیا: حراء، ثبیر، لبنان، کوہ طور اور کوہ حبر۔ پس جو کوئی بھی اس کی استطاعت رکھ سکتا ہو اسکو چاہیے کہ اس کا حج کرے۔[36]

[حضرت عبد اللہ بن عمرو سے کا بیان ہے کہ جب آدم علیہ السلام کو اللہ تعالی نے ہندوستان کی زمین پر بھیجا تو آپ علیہ السلام کے پاس جنت کے پودوں سے ایک پودا تھا تو اسکو وہاں پر لگا یا۔ اور آپ کا سر آسمان پر تھا اور پیر زمین پر تھے اور وہ فرشتوں کے کلام سن رہے تھے اور اس سے لطف پاتے تھے، اور وہ پیار بھری نظروں سے دیکھتے تھے، لہذا ان کا قد ستر ذراع کم کر دیا گیا۔ پس اللہ پاک نے نازل فرمایا: میں نے تمہارے لیے ایک گھر اتارا ہے تا کہ اس کا طواف ہو جیسا کہ فرشتے میرے عرش کا طواف کرتے ہیں، اور اس میں نماز ادا ہو جیسا کہ فرشتے میرے عرش کے قریب نماز ادا کرتے ہیں۔ پس آدم علیہ السلام گھر کی بڑھے۔ حضرت آدم جس جگہ قدم رکھتے وہ جگہ شہر اور خالی جگہ جنگل و بیابان بنتے چلے گئے یہاں تک کہ وہ مکہ آ گئے۔ پس وہ صفا کے دروازے سے داخل ہو گئے اور گھر کا طواف کیا اور اس میں نماز ادا کی، پھر شام کے لیے نکل گئے اور اور وہی انتقال پا گئے۔[37]

[حضرت محمد بن اسحاق روایت کرتے ہیں کہ فاطمہ اٹھائیس برس کی عمر میں وفات پا گئی اور وہ قریش کے تعمیر کعبہ کے وقت پیدا ہوئی تھیں، اور قریش نے کعبہ کی تعمیر بعثت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سات سال اور چھ ماہ پہلے کی تھیں۔ اور نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بعثت کے بعد دس سال مکہ میں قیام پذیر رہے، پھر ہجرت کی، دس سال مزید گزارے۔ پھر فاطمہ اسکے بعد چھ ماہ زندہ رہی اور ہجرت کے گیارویں سال وفات پا گئیں۔[38]

قبل از بعثت متلاشیانِ حق: زید ابن عمرو ابن نفیل اور ورقہ ابن نوفل کا بیان

قریش سب کے سب بت پرست تھے تاہم ان میں سے بعض لوگ حق پرست تھے اور وہ بتوں کی پرستش نہیں کرتے تھے اور ملک در ملک پھر کر مذہب ابراہیم اور دین حنیف کی تلاش کرتے تھے۔ یہ افراد کل چار تھے۔ ورقہ ابن نوفل، عبید اللہ ابن جحش، عثمان ابن حویرث اور زید ابن عمرو ابن نفیل۔ ان میں سے ورقہ ابن نوفل اور عثمان ابن حویرث نے نصرانیت اختیار کیں، عبید اللہ ابن جحش اسی حالت میں رہا حتی کہ اسلام آیا اور وہ مسلمان ہو گیا اور حبشہ ہجرت کی۔ وہاں جا کر مرتد ہو گیا اور نصرانیت اختیار کی اور اسی حالت پر وہ مر گیا۔

چوتھا شخص یعنی زید بن عمرو یہودی یا نصرانی کچھ نہیں ہوا اور اپنی قوم سے بھی الگ ہو گیا۔ وہ بتوں کی عبادت اور قربانیوں کے قریب نہ جاتا تھا۔ اور خود کو ابراہیم کے مذہب کا پیروکار کہا کرتا تھا۔[39]

[حضرت آسماء بنت ابی بکر فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ زید ابن عمرو ابن نفیل جاہلیت میں کعبہ کی دیوار کے ساتھ ٹھیک لگائے کھڑے تھے، اور کہتے: اے اہل قریش! میں اپنے سوا کسی اور کو دین ابراہیمی پر چلنے والا نہیں پاتا۔ اور انہوں نے مورتیوں کی عبادت اور اسکے نام کی ذبیح کو کھانا بھی چھوڑ دیا۔ اور زندہ در گور کئے جانے والیوں کا فدیہ ادا کر کے انکو چھڑا لیتے تھے۔ اور زید بن عمرو نے کہا: جن وانس مجھ سے کترا جاتے ہیں۔ جس طرح ایک سخت چمڑا اتر جاتا ہے۔[40]]

[حضرت نفیل بن ہشام بن وسعید بن زید اپنے والد سے، ان کے والد ان کے دادا سے ذکر کرتے ہیں، فرماتے ہیں کہ حضرت ورقہ ابن نوفل اور زید ابن عمر دونوں دین کی تلاش میں نکلے، جب ملک شام سے گزرے تو ورقہ تو نصرانی ہوگئے، زید سے کہا گیا: آپ جو طلب کر رہے ہیں وہ آگے ہے۔ حضرت زید چلے یہاں تک کہ موصل آئے، وہاں ایک راہب تھا، اس نے کہا: یہ سواری والا کہاں سے آیا ہے؟ کہا: ابراھیم کے شہر سے۔ اس نے کہا: کیا تلاش کر رہے ہو؟ کہا: دین! اس نے کہا: نصرانی مذہب قبول کریں۔ زید نے ماننے سے انکار کر دیا، کہا مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے، اس نے کہا: جس کو تو تلاش کر رہا ہے، عنقریب تیرے شہر میں آنے والا ہے۔ پس وہ تشریف لائے اس حال میں کہ وہ نعرے لگا رہے تھے: میں حاضر ہوں، حق ہے، حق ہے، عبادت کرنا اور نرمی کرنا ہے، مجھے نیکی کی تلاش ہے لیکن فورا نہیں ملی، کیا میں ہجرت کرنے والا ہوں اس شخص کی مثل جس نے کہا تھا: میں نے پناہ لی اس سے جس سے ابراہیم علیہ السلام نے پناہ لی اس حال میں کہ وہ کھڑے تھے، تیرے لیے میں نے ہر چیز کی نفی کی، اے اللہ! تو مددگار ہے، دشمن کو برباد کرنے والا ہے، جب تو نے مجھے مشکل اٹھانے پر مجبور کیا ہے تو میں مشکل اٹھاؤں گا، پھر گرے اور کعبہ کو سجدہ کر رہے تھے۔ راوی کا بیان ہے: زید بن عمرو، نبی کریم اور زید ابن حارثہ کے قریب سے گزرے اور وہ دونوں اپنے کھانے سے کھا رہے تھے، انہوں نے اسے دعوت دی، اس نے جواب دیا: جو چیز بتوں کے نام پر ذبح ہوئی ہو، میں اس سے نہیں کھاتا، اے میرے بھائی کے بیٹے! نبی کریم کو بتوں کے نام پر ذبح کی ہوئی چیز کھاتے نہیں دیکھا یہاں تک کہ آپ مبعوث ہوئے۔ راوی کہتے ہیں: اور سعید ابن زید نے نبی کریم کے پاس آکر عرض کیا: اے اللہ کے رسول! زید اسی طرح تھا جس طرح آپ نے دیکھ لیا جیسے آپ کو خبر پہنچی، اس کے لیے استغفار کریں؟ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہاں! پس آپ نے اس کے لیے استغفار کی کیونکہ وہ قیامت کے دن ایک اکیلا امت بنا کر اٹھایا جائے گا۔[41]]

[حضرت اسامہ بن زید اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، انہوں نے فرمایا: رسول اللہ تشریف لے چلے جبکہ آپ میرے پیچھے سواری پر بیٹھے ہوئے تھے۔ انصار میں سے ایک نصب کی طرف جا رہے تھے۔ پس ہم لوگوں نے اس کے لیے ایک بکری ذبح کی۔ پھر اسکو ایک برتن میں رکھا۔ پس جب وہ پک گئی تو ہم نے اس کو نکال کر دسترخوان پر رکھا، پھر

رسول کریم اپنی سواری پر بیٹھ گئے، اس حال میں کہ آپ میرے پیچھے بیٹھے ہوئے تھے، پس جب ہم مکہ کے بلند حصے پر تھے تو زید بن عمرو بن نفیل آپ سے ملا تو ان میں سے ایک نے زمانہ جاہلیت والا سلام اپنے ساتھی کو کیا۔ پس رسول کریم نے فرمایا: کیا بات ہے کہ میں تیری قوم کو تیرے ساتھ ناراض دیکھتا ہوں؟ اس نے کہا: قسم بخدا! یہ راہ اللہ ہے، میں نے ان سے کوئی زیادتی تو نہیں کی ہے، بس یہی ہے کہ میں ان کو گمراہ دیکھتا ہوں۔ پس میں اس دین کی تلاش میں نکلا، پہلے میں خیر کے عمل کے پاس آیا، انکو میں نے اللہ کی عبادت میں شرک کرتے دیکھا، میں نے کہا: یہ وہ دین نہیں ہے جس کو میں تلاش کر رہا ہوں حتی کہ میں شامی علماء کے پاس آیا، ان کو بھی میں نے اللہ کی عبادت شرک کرتے ہوئے پایا۔ میں نے کہا: یہ بھی وہ دین نہیں ہے جس کی تلاش میں، میں نکلا ہوں۔ پس شامی علماء میں سے ایک نے کہا: تو جس دین کے بارے میں پوچھتا ہے، ہم نہیں جانتے کسی کو جو صرف اللہ کی عبادت کرتا ہو مگر ایک شخص ہے جو جزیرہ میں ہے۔ پس میں نکلا یہاں تک کہ آپ کے پاس آیا، پس میں نے اسکو اپنے مقصد کی اطلاع دی، جس کے لیے میں نکلا تھا۔ اس نے مجھ سے کہا: بے شک جس کو بھی تو دیکھتا ہے وہ گمراہی میں ہے اور تو اللہ اور اسکے فرشتوں کا دین تلاش کر رہا ہے حالانکہ تیرے اپنے ملک میں ایک نبی ہے، یا کہا: وہ تشریف لانے والا ہے۔ پس واپس لوٹ جا۔ اسی کی تصدیق کر اور اسی پر ایمان لے آ۔ پس میں واپس لوٹا۔ پس اس کے بعد میں نے کسی نبی کی آزمائش نہیں کی۔ پس نبی کریم ﷺ نے اپنی سواری کو بٹھایا۔ پس اس کے سامنے دستر خوان رکھا تو اس نے کہا: یہ کیا ہے؟ کہا: بکری ہے جو ہم نے فلاں نصب کے لئے ذبح کی ہے، زید بن عمرو نے کہا: بے شک ہم کسی ایسی چیز کو نہیں کھاتے ہیں جو غیر اللہ کے لیے ذبح کی گئی ہو۔ پھر ہم جدا ہو گئے۔ راوی کا بیان ہے: حضرت زید بن نفیل، رسول کریم ﷺ کی بعثت سے پہلے ہی وصال کر گئے تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا: قیامت کے روز وہ اکیلا ہی ایک امت بن کر اٹھے گا۔[42]]

[آسماء بنت ابی بکر سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ سے ورقہ بن نوفل کے بارے میں سوال کیا گیا تو آپ ﷺ نے فرمایا: قیامت کے دن یہ ایک امت کی شکل میں اٹھایا جائے گا۔[43]] [44]]

[حضرت محمد ابن مطعم ابن جبیر اپنے والد جبیر ابن مطعم سے روایت کرتے ہوئے فرماتے ہیں: میں زمانہ جاہلیت میں تجارت کے لیے ملک شام گیا تھا، جب میں ملک شام کے قریب ہوا تو مجھے اہل کتاب میں سے ایک آدمی ملا، اس نے کہا: کیا تمہارے پاس ایسا آدمی ہے جو نبوت کا دعوی کرتا ہو؟ میں نے کہا: ہاں! اس نے کہا: تو ان کی تصویر دیکھنے کے بعد پہچان لے گا؟ میں نے کہا: ہاں! تو وہ مجھے اپنے ایسے گھر لے گیا جس میں تصویریں تھی، میں نے وہاں حضور ﷺ کی تصویر نہیں دیکھی، ہم اس حالت میں تھے کہ اتنے میں ہمارے پاس ایک آدمی آیا، اس نے کہا: تم کیا تلاش کر رہے ہو؟ ہم نے اس کو بتایا تو وہ ہمیں اپنے گھر لے گیا، تھوڑی دیر بعد میں داخل ہوا تو میں نے آپ ﷺ کی تصویر دیکھی، ایک شخص آپ ﷺ کے پیچھے

آپ کو پکڑے ہوئے کھڑا ہے، میں کہا: جو آدمی آپ ﷺ کے پیچھے کھڑا ہے یہ کون ہے؟ اس نے کہا: جو بھی نبی آیا اس کے بعد نبی آتا رہا ہے مگر آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہے، یہ اس کے بعد خلیفہ ہوگا، اور وہ حضرت ابو بکر کا حلیہ تھا۔[45]]

حواشی و حوالہ جات

[1] ابن سعد، ابو عبداللہ محمد، طبقات کبری، ت: محمد ابن عبد قادر عطا، دار الکتب العلمیہ - بیروت، ط1، 1410ھ - 1990م۔ 51/1۔

[2] 6585۔ معجم کبیر، ح6724، ج7، ص 168۔ اور اس کے رجال صحیح ہیں۔۔ الھیثمی، ابو الحسن نور الدین علي ابن ابي بکر، مجمع الزوائد و منبع الفوائد، تحقیق: حسام الدين القدسي، مكتبة القدسی، قاہرہ، 1414ھ- 1994م، ح13836، ص218، ج8۔ البانی، ابو عبد الرحمن محمد ناصر الدین، صحیح الجامع الصغیر وزیاداتہ، المکتب الاسلامی، ح1446- حسن، ج1، ص304۔

[3] 644، معجم کبیر، ح645، ج1، ص235، باب۔ سنن ابن ماجہ، ح2612، ج2، ص871۔ بَابُ مَنْ نَفَى رَجُلًا مِنْ قَبِيلَتِهِ۔ و مسند ابي داود الطيالسي، ح 1145، ج 2، ص 377، باب وَ الْأَشْعَثُ بْنُ قَيْسٍ عَنِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔ اور مسند احمد، ح21839و21845، ج36، ص160و165، باب حَدِيثُ الْأَشْعَثِ بْنِ قَيْسٍ الْكِنْدِيِّ۔

[4] معجم کبیر، ح2633، ج3، ص44۔ مجمع، طبرانی نے اس کو بیان کیا ہے اور اس کے راوی صحیح ہیں۔ ح7430، ج4، ص272۔

[5] معجم کبیر، ح2638، 2637و12388 میں ابن عباس کے طریقے سے، ج3و12، ص45و34۔ المستدرک، ح3312، یہ حدیث مسلم کی شرط پر ہے اور آپ نے آخذ نہیں کیا ہے۔[تلخیص الذھبي]- مفضل سے صرف ترمزی نے بیان کیا ہے اور اس کو ضعیف ٹھرا دیا ہے۔ ج2، ص 373، باب تَفْسِيرُ سُورَةِ هُودٍ بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ۔ وح4720، [تلخیص الذھبي] مفضل بن صالح واہی ہے۔ ج3، ص163۔ باب وَمِنْ مَنَاقِبِ أَهْلِ رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

[6] 752، معجم کبیر، ح753، ج1، ص259۔ مجمع، طبرانی نے معجم کبیر اور اوسط میں بیان کیا ہے اور اس میں محمد ابن سم ابو ہلال ہے اور اکثریت کے نزدیک ثقہ ہے حبکہ اس میں ضعف ہے، اور باقی راوی صحیح ہیں، اور بزار نے بھی بیان کیا ہے۔ ح16459، ج10، ص27، [بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ قُرَيْشٍ]۔ و مسند البزار، ابو بکر احمد ابن عمرو، تحقیق: محفوظ الرحمن زین اللہ، (جزء 1 سے 9 تک) اور عادل بن سعد (جزء10 سے 17 تک) اور صبری عبد الخالق الشافعی (جزء18) مکتبة علوم و حکم - المدینة المنورة، ط1، (1988م۔ 2009م)، ج4، ص9، باب وَمِمَّا رَوَى يُوسُفُ بْنُ الْحَكَمِ، عَنْ مُحَمَّدِ بْنِ سَعْدٍ، عَنْ أَبِيهِ۔

[7] معجم کبیر، ح 201، ج17، ص86۔ مجمع، طبرانی نے بیان کیا ہے اور اس میں حسن سلولی ہے اور اس کو نہیں جانتا اور باقی رجال ثقہ ہیں۔ ح 16445، ج10، ص23، [بَابُ مَا جَاءَ فِي فَضْلِ قُرَيْشٍ]۔

[8] 2848، معجم کبیر، ح2917، ج3، ص 137۔ مجمع، طبرانی نے بیان کیا ہے اور اس میں عبد العزیز ابن عمران ہے اور وہ متروک ہے۔ ح 13885، ج8، ص230۔ [بَابُ مَا كَانَ عِنْدَ أَهْلِ الْكِتَابِ مِنْ أَمْرِ نُبُوَّتِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ]۔

[9] معجم کبیر، ح5093، ج5، ص203۔ مجمع، طبرانی نے بیان کیا ہے اور یہ سند کا محتاج نہیں ہے۔ ح13831، ج8، ص218۔

[10] معجم کبیر، ح447، ج24، ص177۔ مسند، 27606، المستدرک، 3014، «یہ حدیث غریب ہے اور اس باب میں علو ہے، اور شیخان شہر بن خوشب کو حجت نہیں مانتے۔[تلخیص الذہبی] غریب، وح3975، «اس حدیث کے اسناد صحیح ہیں اور شیخین نے اس کو نہیں لیا ہے۔[تلخیص الذہبی] یعقوب ضعیف ہے اور ابراھیم صاحب مناکیر ہے اور یہ اس کے مناکیر میں سے ہیں۔ و مجمع، احمد اور طبرانی نے اس کو مختصراً بیان کیا ہے مگر یہ

کہ اس نے کہا ہے:" وَيْلُ أُمِّكُمْ يَا قُرَيْشُ، لِإِيلَافِكُمْ رِحْلَةَ الشِّتَاءِ وَالصَّيْفِ "اور اس میں ابن ابی زیاد قداح اور شہر بن حوشب ہیں اور آپ نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے جبکہ یہ ضعیف ہیں۔اور احمد کے باقی رجال ثقہ ہیں۔

[11] 6729، 6730، معجم کبیر، ح6872اور 6873، ج7، ص210۔ مجمع، طبرانی نے کبیر میں بیان کیا ہے اور اس کے راوی ثقہ ہیں۔ح 933،ج1،ص192۔

[12] 6728، معجم کبیر، ح6871،ج7،ص210۔ سنن الترمذي، ح3231،ج5،ص365، بَاب وَمِنْ سُورَةِ الصَّافَّاتِ۔ومسند احمد، ح20099،ج33،ص292۔

[13] البدایہ والنہایہ،191/2۔ باب ذکر اخبار العرب۔

[14] معجم کبیر، ح836،835اور838،ج18،ص324۔ سنن ابی داود، ح3988،ج4،ص44،بَاب كِتَاب الْحُرُوفِ وَالْقِرَاءَاتِ۔

[15] مبارک پوری، صفی الرحمن، الرحیق المختوم، دار الہلال-بیروت، ط1، 45/1۔

[16] 158/1۔ باب ذکر ولادۃ رسول اللہ ﷺ ورضاعتہ۔

[17] معجم کبیر، ح12432،ج12،ص47۔

[18] معجم کبیر، ح872،873،12432ابن عباس اور ابی حویرث سے 75،ج18،12اور19،ص47،342اور37۔ مجمع، طبرانی نے بیان کیا ہے اور اس میں جعفر ابن مہران سباک ہے اور اس کو ثقہ کہا ہے جبکہ اس میں کلام ہے۔اور اس کے باقی راوی صحیح ہیں۔ح13939،ج8،ص257۔

[19] معجم کبیر، ح 12984،ج 12، ص 237۔ مسند، 2506، عن ابن عباس۔ بن اسحاق، ابو عبد اللہ محمد بن اسحاق، اخبار مکۃ في قديم الدهر وحدیثہ۔ تحقیق: د. عبد الملک عبد اللہ دہیش، دار خضر– بیروت، ط1414،2م، ح2299، 2298۔ والمجالسۃ وجواہر العلم، ابو بکر احمد بن مروان تحقیق: ابو عبیدہ مشہور بن حسن آل سلمان، جمعیۃ التربیۃ الإسلامیۃ (البحرین-ام الحصم)، دار ابن حزم (بیروت-لبنان)، 1419ھ-، ح212۔ وح 3642، ومجمع، احمد اور طبرانی نے کبیر میں بیان کیا ہے اور اس میں اضافہ کیا ہے: وَفَتَحَ بَدْرًا يَوْمَ الِاثْنَيْنِ، وَنَزَلَتْ سُورَةُ الْمَائِدَةِ يَوْمَ الِاثْنَيْنِ {الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ}[المائدۃ: 3] اور اس میں ابن لہیعہ ہے اور وہ ضعیف ہے۔اور اس کے باقی رجال صحیح ہیں۔ح949۔

[20] البدایہ ونہایہ،328/2۔

[21] معجم کبیر، ح355اور457،ج25،ص147اور186۔ مجمع، طبرانی نے اس کو بیان کیا ہے اور اس میں عبد العزیز بن عمران ہیں اور وہ متروک ہے۔ح13839،ج8،ص220۔

[22] معجم کبیر، ح629،630اور631،ج18،ص252اور253۔ مسند، 17163،17151،17150،و22261۔ و صحیح ابن حبان بترتیب ابن بلبان، ح6404۔المستدرک، 4175،«اس حدیث کے اسناد صحیح ہیں اور پہلی والی حدیث کے شاہد ہے۔[تلخیص الذہبي] صحیح۔ومجمع، 13845،احمد کے اسانید میں سے ایک سند کے رجال صحیح ہیں سوائے سعید بن سویق کے، اور اس کو ابن حبان نے ثقہ قرار دیا ہے۔

[23] الرحیق المختوم،46/1۔

[24] معجم کبیر، ترجمہ حلیمہ بنت زوئب،ج24،ص212۔

[25] معجم کبیر، ح545،ج24،ص212۔ابو یعلی اور طبرانی نے نحو ابیان کیا ہے مگر اس نے کہا ہے: حَدَّى حَلِيمَةُ بِنْتُ أَبِي ذُؤَيْبٍ، اور ان کے باقی رجال صحیح ہیں۔ مجمع، 13840، و صحیح ابن حبان، ت: شعیب ارنووط، موسسۃ رسالۃ– بیروت، ط1414، 2– 1993، ح6335، بَابُ مِنْ صِفَتِهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ، وَأَخْبَارِهِ، ذِكْرُ

شَقّ جِبْرِيلَ عَلَيْهِ السَّلَامُ صَدْرَ الْمُصْطَفَى صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي صِبَاهُ، كِتَابُ التَّارِيخِ. 244/14.

26 معجم کبیر، ح744، ج1، ص257۔ مجمع، ہیثمی فرماتے ہیں: بعض اس میں صحیح ہیں۔ طبرانی نے اس کو بیان کیا ہے اور اس میں رشدین ابن سعد ہے اور اس کو جمہور نے ضعیف قرار دیا ہے۔ح13844، ج8، ص223۔

27 سیرہ ابن ہشام، 187/1۔

28 معجم کبیر، ح1085، ج22، ص444 اور ح12838، ج12، ص186۔ مجمع، ح9، 220/15264۔احمد اور طبرانی نے بیان کیا ہے اور دونوں کے رجال صحیح ہیں۔ واحمد ابن حنبل، المسند، ت: شعیب ارنؤوط-عادل مرشد، وآخرون، اشراف: ڈاکٹر عبداللہ بن عبدالمحسن الترکی، مؤسسة الرسالة، ط1، 1421ھ - 2001م، ح2849، 46/5۔

29 معجم کبیر، ح1086، ج22، ص445۔ مجمع، 15385، 9/253۔ طبرانی نے اس کو مرسل بیان کیا ہے اور اس میں زہیر بن علاء ہے اور وہ ضعیف ہے۔

30 معجم کبیر، ح1095، ج22، 450۔ البخاري، محمد ابن إسماعيل، صحیح بخاري، ت: محمد زہیر ابن ناصر ناصر، دار طوق النجاة، ط1، 1422ھ۔ ح3896، بَابُ تَزْوِيجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَائِشَةَ، وَقُدُومِهَا المَدِينَةَ، وَبِنَائِهِ بِهَا، 56/5.

31 طبقات ابن سعد، ج1، ص38۔

32 ابن خلدون، عبدالرحمن ابن محمد، دیوان المبتداء والخبر فی تاریخ العرب، دار الفکر-بیروت، ط2، 1408ھ- 1988م۔ ج2، ص42۔

33 الطبری، محمد بن جریر، تاریخ الطبری، دار التراث-بیروت، ط2، 1387ھ۔ ج2، ص283۔

34 معجم کبیر، ح14154 و14155، ج13، ص341۔ مجمع، طبرانی نے کبیر میں بیان کیا ہے اور اس کے راوی صحیح ہیں۔ح5727، ج3، ص288۔

35 معجم کبیر، ح14156، ج13، ص342۔ مجمع، طبرانی نے کبیر میں بیان کیا ہے اور اس کے راوی صحیح ہیں۔ح5728، ج3، ص289۔

36 معجم کبیر، ح14157، ج13، ص342۔ مجمع، طبرانی نے کبیر میں موقوفا بیان کیا ہے اور اس کے راوی صحیح ہیں. ج3، ص288۔

37 معجم کبیر، ح14158، ج13، ص343۔ مجمع، طبرانی نے کبیر میں بیان کیا ہے اور اس میں نہاس بن قہم ہے اور وہ متروک ہے۔ح5726، ج3، ص288۔

38 المعجم الکبیر، ح998، ج22، ص399۔ مجمع، طبرانی نے بیان کیا ہے اور اس کے رجال ابن اسحاق تک ثقہ ہیں۔ح 15222، ج9، ص211۔

39 ابن ہشام، عبدالملک۔ السیرہ النبویہ، مصطفی السقا، ابراہیم الابیاری اور عبدالحفیظ شبلی، شرکہ مکتبہ و مطبعہ مصطفی البابی الحلبی واولادہ بمصر، ط2، 1375ھ- 1955م۔ 1/222-224۔ باب ذکر ورقہ بن نوفل، عبیداللہ ابن جحش، عثمان ابن حرث اور زید ابن عمرو۔

40 معجم کبیر، ح216، ج24، ص82۔ طبرانی نے اسکو بیان کیا ہے اور اس کے اسناد حسن ہے۔۔ مجمع، 16183۔

41 معجم کبیر، ح1، 151/350۔ مجمع، اس کو طبرانی نے بیان کیا ہے، اور بزار نے اس کو اختصار کے ساتھ بیان کیا ہے، اور اس میں مسعودی ہے اور اس نے اختلاط کیا ہے، اور باقی راوی صحیح ہیں۔ح9، 417/16179، [بَابُ مَا جَاءَ فِي زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ]۔ اور الطیالسی، ابوداود سلیمان ابن داود، مسند ابي داود الطیالسی، تحقیق: ڈاکٹر محمد ابن عبدالمحسن ترکی، دار ہجر–مصر، ط1، 1419ھ بمطابق 1999م، ح1، 189/231، باب أحَادِيثُ سَعِيدِ بْنِ زَيْدِ بْنِ عَمْرِو بْنِ نُفَيْلٍ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ۔ اور البزار، أبو بكر أحمد ابن عمرو، مسند البزار المنشور باسم البحر الزخار، تحقیق: محفوظ الرحمن زین اللہ، (جزء1 سے 9 تک)، اور عادل

ابن سعد (جزء 10سے 17 تک)،اور صبري عبد الخالق شافعي (جزء 18)، مكتبة العلوم والحكم - المدينة المنورة، ط1، 1998م-2009م، ح 4،93/1267،باب وَمِمَّا رَوَى نُفَيْلُ بْنُ هِشَامٍ، عَنْ أَبِيهِ، عَنْ سَعِيدِ بْنِ زَيْدٍ۔

42 معجم کبیر، ح 5،86/4663۔اور السنن الکبری، ح 7،325/8132، باب زید بن عمرو ابن نوفیل رضی اللہ عنہ، اور المستدرک، ح 3،238/4956، باب ذکر مناقب زید ابن حادثہ، ذہبی کا حکم: علی شرط مسلم۔

43 معجم کبیر،ح5،86/4664۔

44 معجم کبیر،ح5،82/217۔ طبرانی نے بیان کیا ہے،اور اس کے راوی صحیح ہیں۔ مجمع، طبرانی نے بیان کیا ہے اور اس کے راوی صحیح ہیں،ح، 16176،ج9،ص416۔

45 معجم کبیر،ح1537،ج2،ص125۔